امین احسن اصلاحی
ترتیب و تدوین: خالد مسعود۔سعید احمد

# خاص لوگوں کے گناہوں کے باعث عام عذاب نازل ہونے کے بارے میں روایات

(مَا جاءَ فِی عَذَابِ الْعَامَّةِ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَحَدَّثَنِی مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت امہ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ، کیا ہم ہلاک کر دیے جائیں گے، دراں حالیکہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، جب خباثت بڑھ جائے۔''

### وضاحت

یہ روایت امام مالک کی بلاغات میں سے ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

سے صرف ایک ذریعہ سے معلوم ہے اور وہ بھی قوی نہیں[1]، لیکن میرے نزدیک اس کا مضمون قرآن کا مضمون ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک نے مضمون کو اہمیت دی ہے۔ خبث بڑھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ نیک ہوں تو سہی، لیکن بہت اقلیت میں ہوں، شریروں کا غلبہ ہو۔ جب شریروں کا غلبہ ہو جائے تو قوم عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔ انبیا اور رسولوں کے زمانے میں تو یہ ہوتا ہے کہ صالحین چھٹ کر رسولوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ بچا لیے جاتے ہیں، لیکن اب یہ بات نہیں ہے، اس لیے اگر اشرار کی کثرت ہو جائے اور کوئی آفت آ جائے تو اس میں نیک بھی اشرار کی طرح پس جائیں گے، لیکن وہ اگر انکار منکر کا فرض ادا کرتے رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا اجر پائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ برائی کو برائی کہتے رہیں اور اپنی قوت سے اور زبان سے اس کو روکنے کی کوشش کریں۔ فرمایا کہ 'من رای منکم منکرًا فلیغیره بیده فإن لم یستطع فبلسانه فإن لم یستطع فبقلبه و ذالك أضعف الإیمان[2]'۔ ادنیٰ درجے کا ایمان یہ ہے کہ آپ ان کی برائی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ قلب میں برا سمجھنے کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔ لیکن آپ اگر شریروں کے قرب، ان کے تقرب، ان کے عطیات کو اپنے لیے شرف سمجھ کر قبول کریں گے تو وہ ادنیٰ ترین ایمان بھی نہیں ہوگا۔ ہاں آپ اگر اس حرکت سے بچ کر رہیں گے، اگر چہ آپ نے ادنیٰ درجۂ ایمان میں انکار منکر کا حق ادا نہیں کیا تب بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بچا لے گا، یعنی آخرت میں گرفت نہیں ہوگی۔ البتہ آج اگر دنیا میں کوئی آفت آئے گی تو یہ نہیں ہوگا کہ کچھ لوگ چھانٹ کر الگ کر لیے جائیں گے، بلکہ سب پس جائیں گے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَحَدَّثَنِی مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ أَبِی حَكِیمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیزِ یَقُولُ: كَانَ یُقَالُ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ وَلٰكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اسْتَحَقُّوا الْعُقُوبَةَ كُلَّهُمْ.

''اسمٰعیل بن ابی حکیم سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یہ کہتے سنا کہ کہا جاتا

1. التمہید، ابن عبدالبر ۳۰۴/۲۴، رقم ۱۸۷۔

2. مسلم، رقم ۴۹۔ ''تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اسے ختم کرے، اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے تو اپنی زبان سے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو اپنے دل سے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔''

تھا کہ اللہ تعالیٰ کچھ تھوڑے سے لوگوں کے گناہوں کے بدلے میں عام لوگوں کو عذاب نہیں دے گا۔ لیکن اگر منکر پر کھلم کھلا عمل کیا جائے تو سب کے سب عذاب کے مستحق ہوں گے۔‘‘

## وضاحت

اس روایت میں یہ بات مضمر ہے کہ اگر منکر کا ارتکاب ہو رہا ہو اور اس کے نکیر کی کوئی آواز بلند نہ ہو تو جن لوگوں کے اندر ادنیٰ درجہ کا ایمان ہوگا، ان کے لیے آخرت میں بچنے کی تو امید ہے، لیکن اس دنیا میں عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ قوموں کے بارے میں یہی سنت الٰہی ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔

(تدبر حدیث ۵۱۸-۵۱۹)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com